آئندہ لائحہ عمل کے لیے ایک تجویز

جناب محمد اکرم قریشی صاحب

جیسا کہ سید نا مودودیؒ کے تجزیے کے مطابق فساق و فجار کو قیادت سے محروم کر کے صالح قیادت اور صالح نظام قائم کرنا ہے تو "پیہم منظم کوشش" سے اور "حکیمانہ تدبر" سے ان "چار اسباب" کا انسداد کرنا ہو گا۔ اور ان خرابیوں کو ختم کرنا ہو گا، جو ایک غلط قیادت کا سہارا ہیں۔ ایک تناور درخت کو اس کی تمام موٹی موٹی جڑوں کو کاٹے بغیر گرانا ممکن نہیں ہوتا۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ ان اسباب کو ختم کرنے کے لیے کیا طریق کار ہو سکتا ہے؟ آیئے ان اسباب کو ایک ایک کر کے لیں۔ اور دیکھیں کہ اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

۱۔ عوام الناس کو باشعور اور با اخلاق بنانا۔

اس مقصد کے لیے یہ کچھ کرنا ہو گا۔

— عوام میں اسلام یعنی اطاعتِ خدا و رسولؐ کا شعور پیدا کر کے ان کے فکر و عمل کو اسلام کے مطابق بنانے کی کوشش کرنا۔

— انہیں دین و سیاست کے علیحدہ علیحدہ ہونے کے فریب سے نکال کر ان کو نفاق یعنی "صرف عبادات اسلامی اور باقی زندگی غیر اسلامی" سے نجات دلا کر ایسے مسلمان بنانا جو خدا اور رسولؐ کے احکامات کا پابند باعمل مسلمان ہو نا۔

— آخرت کا ایسا یقین پیدا کرنا کہ وہ دنیا پرستی کے بجائے آخرت کو ترجیح دیں۔

اور مفاد پرستی کے بجائے حق پرستی اختیار کریں۔ اور برسر اقتدار گروہ کے کسی فریب میں نہ آئیں۔

— رضائے الٰہی ان کا مقصد بن جائے۔ اور وہ اخلاق و کردار کا بلند معیار حاصل کر سکیں۔

— انہیں یہ باور کرانا کہ اختلافِ مسائل پر فرقہ بندی درحقیقت ملت میں انتشار پیدا کرکے اُسے فساق و فجار کے لیے نرم چارہ بنانا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ صحابہؓ اور سلفِ صالحینؒ کی طرح اختلاف میں رواداری اختیار کی جائے اور متحد ہو کر اسلام کے احیاء کے لیے جہاد کیا جائے۔

— انہیں نظامِ اسلام خصوصاً اسلام کے معاشی اور سیاسی نظام سے اس حد تک باخبر کر دیا جائے کہ وہ اسلام ہی کو اپنی معاشی، سیاسی اور ساری مشکلات سے نجات کا ذریعہ مان لیں اور اس کے قیام کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔

۲— با اثر طبقات سے نجات پانا۔

اس سلسلہ میں یہ کرنا چاہیے کہ:

— عوام کو بتایا جائے کہ یہ "برسر اقتدار گروہ" انگریز نے اپنی سامراجی حکومت کو مستحکم کرنے اور عوام کو اپنا غلام بنائے رکھنے کے لیے "مفادات و مراعات" کا لالچ دے کر تیار کیا تھا۔ یہ "جاگیردار، سرمایہ دار اور افسر شاہی گروہ ملک پر قابض ہو چکا ہے نفاذِ اسلام کا اس لیے مخالف ہے کہ اسلام اس کے ناجائز مفادات کو ختم کرتا ہے اور "جمہوریت" یعنی عوام کو اختیارات دینے سے اس لیے گریزاں ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا استعمال کر کے اسے اقتدار سے بے دخل نہ کر دیں۔

— عوام کو مفاد پرست دانشوروں، صحافیوں، سیاسی ورکروں، چھوٹے چوہدریوں اور مولویوں کے اس پروپیگنڈے سے بچانا جو وہ "بدکردار قیادت" کی حمایت کے لیے کرتے ہیں۔

۳ — بدکردار افسر شاہی کی روک تھام کرنا۔

اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ:

— عوام کو بتایا جائے کہ "انتظامیہ کو" اب برسرِ اقتدار گروہ کی محافظ نہیں بلکہ عوام کی خادم ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے متعلقہ قوانین اور طریقِ تربیت کو تبدیل کرایا جائے۔

— ہر سطح اور ہر قسم کی بدعنوانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے، ان کے خلاف رائے عامہ تیار کی جائے اور بدکرداروں کو سزا دینے کا مطالبہ مسلسل جاری رکھا جائے۔

— عوام کو بیدار اور منظم کرکے ہر شہر، محلہ اور گاؤں میں امدادی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ اور اُن کے تعاون سے رشوت، دلالوں اور ناجائز سفارشیں کرنے والوں کے کردار کو عیاں کرکے ان کو اپنی ناپاک کوششوں سے روکا جائے۔ عوام کو ان کے جائز حقوق دلانے کا راستہ نکالا جائے۔ اور عوام میں ایسے با اخلاق اور جرات مند افراد کو آگے لایا جائے، جو عوامی سطح پر بدکردار قیادت کے مفاد پرست حامیوں کا مقابلہ کرسکیں۔

— ریٹائرڈ افسروں کی کمیٹی قائم کی جائے۔ جو اعلیٰ افسروں میں خدا خوفی پیدا کرکے انصاف کرنے پر آمادہ کرے اور بدعنوانیوں کی اصلاح کے لیے توجہ دلائی جائے۔

۴ — انتخابی خرابیوں کی اصلاح کرنا۔

اس اقدام کے لیے ناگزیر ہے کہ:

— جن انتخابی خرابیوں کی نشاندہی کی گئی ہے، ان سے عوام کو آگاہ کیا جائے، تاکہ ان کو ناکام بنانے کے لیے رائے عامہ اپنا کردار ادا کرسکے۔

— الیکشن کمیشن کی تشکیل سے لے کر پولنگ تک ہر ہر موقع پر ایک ایک غلطی کی اصلاح کے لیے آواز اُٹھائی جائے۔ اور ہر غلطی کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔

— اس سلسلہ میں مرکز، صوبہ اور ضلع کی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جو مسلسل کام کریں اور ہر پہلو سے خرابیوں کی اصلاح کے لیے اخبارات کے ذریعے آواز اٹھاتی رہیں۔

ہمارا لائحہ عمل ایسا ہونا چاہیے جو مذکورہ بالا طرز پر اُن اسباب کے سدِ باب کے لیے مؤثر ہوسکے۔ اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ فکری محاذ ــــ جو فکری اور نظریاتی جنگ لڑے اس کے دو گروپ ہوں۔

ایک گروپ نشر و اشاعت کا کام سنبھالے اور حسب ذیل یا ایسے ہی دوسرے موضوعات اور مباحث پر مختصر[1] آسان فہم اور سادہ انداز میں پمفلٹ شائع کرے مثلاً:۔

○ اسلام کیا ہے؟ ○ خدا کی بندگی کیوں؟ ○ الٰہ، عبادت اور رب کا صحیح مفہوم ○ پانچ بنائے اسلام کا کردار ○ اجتماعی زندگی کے لیے پانچ احکام ○ نظامِ اسلام ہی کیوں؟ ○ اسلام اور سیاست ○ اسلام اور معیشت ○ اسلام اور معاشی محرومیوں کا حل ○ دین و دنیا کی تقسیم کیوں؟ ○ آخرت حق ہے ○ آخرت کی جوابدہی ○ آخرت کی کامیابی ○ مسلمان کا مقصدِ زندگی ○ ہمارا برسراقتدار گروہ ○ برسراقتدار گروہ کا کردار ○ نظامِ اسلام کے مخالفین ○ انتخابی بدعنوانیاں۔ ○ انتخابی اصلاحات ○ رشوت اور سفارش کیوں؟ ○ اسلامی قوانین کا نفاذ کیوں؟ پردہ کیوں ضروری ہے؟ ○ انتظامیہ کی اصلاح ○ تعلیمی اصلاحات کی ضرورت تعلیمی اصلاحات ○ انسداد فحاشی کیوں؟ ○ انسداد فحاشی کی تدابیر ○ رضائے الٰہی کا حصول کیسے؟ ○ اختلافِ مسائل کی حقیقت ○ اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال

دوسرا گروپ، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، رسائل میں اسلام کے مخالف مواد پر احتساب کرے۔ جماعت کے خلاف اعتراضات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرے اور صحیح نقطۂ نظر پیش کرے۔ اس مقصد کے لیے اپنے حامی تمام اہل قلم کے حلقے قائم کرکے ایک ایک ریڈیو یا ٹی وی اسٹیشن اور ایک ایک اخبار یا رسالہ کا احتساب ان کے ذمہ لگایا جائے۔

[1] صفحات ۴ سے ۱۶ تک ہوں تاکہ کم خرچ پر زیادہ سے زیادہ پھیلائے جاسکیں۔

۲۔ تقریری محاذ

مقررین کی جو عوامی تقاریر کر سکتے ہوں ان کے مرکز، صوبہ، ڈویژن اور ضلع کی سطح پر گروپ بنائے جائیں اور ضرورت کے مطابق ایک موضوع کو لے کر اس کو پورے ملک کے عوام تک جلسوں کے ذریعے پہنچایا جائے۔ اس مقصد کے لیے فکری محاذ طے کرے کہ اب ملک میں کون سا موضوع ہے جس پر اظہارِ خیال کیا جانا مناسب ہے۔

میری ناقص رائے میں عوام میں ہماری عدم پذیرائی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا لٹریچر اور تقاریر کا معیار بہت بلند ہے اور دائرہ بے حد محدود ہے۔ گزشتہ پانچ سال سے ضلع گجرات میں کوئی بڑا جلسہ نہیں ہوا (ہنگامی نوعیت کے معاملات اس میں شامل نہیں)۔ دو ضلعی اجتماع ہوئے، جن کی حاضری ۲۵۰ اور ۴۰۰ کے قریب تھی۔ ہفتہ وار اجتماعات کا دائرہ بہت ہی محدود ہے۔ ایسے مقام بہت کم ہیں جہاں حاضری ۴۰ سے زائد ہو۔ ہمارے عوام کی بڑی اکثریت ان پڑھ ہے۔ ان سے رابطہ کا مؤثر انتظام ہونا چاہیے جو جلسے ہی ہو سکتا ہے۔

۳۔ عملی محاذ

یہ محاذ امدادی کمیٹیاں قائم کر کے نچلی سطح بلکہ ہر سطح پر اچھے اخلاق و کردار کے افراد کو آگے لائے۔

برادر تنظیموں کو مؤثر بنانے میں رہنمائی کرے۔

مختلف معاملات کے لیے کمیٹیاں مقرر کرے اور ان سے کام لے۔

۴۔ عملی اقدام

جب تک عملی اقدام سامنے نہ ہو کارکنوں کو متحرک کرنا مشکل کام ہے۔ مصائب ہوں گے تو صبر کی تلقین مؤثر ہو گی۔ جنگ ہو گی تو ایثارِ جان و مال کے لیے تیار کرنا ممکن ہو گا۔ پاکستان بننے کے بعد "مطالبہ نظامِ اسلامی" پر جس طرح قلیل نگہ پوری جماعتی انفرادی قوت نے کام کیا۔ وہ بھی ایک مثال ہے۔ اسی طرح نونکاتی دستورِ اسلامی کا مطالبہ کے لیے جو کام ہوا۔ وہ ابھی ذہنوں میں تازہ ہے۔ جب تک آپ ایک "اقدام" کو

ہدف نہیں بناتے ساری کوششیں خشکی میں تیرنے کی مشق ہیں۔ کئی سالوں سے مسلسل سالانہ منصوبے کارکنوں کو حرکت میں لانے میں ناکام ہو رہے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اجتماعی زندگی سے متعلق ایک "عملی اقدام" اپنا ہدف بنایا جائے۔

اصولاً نظام اسلامی کے مطالبے اور دستور اسلامی کی تدوین کے بعد ہمارا ہدف مطالبہ نفاذِ دستورِ اسلامی" ہونا چاہیے۔ اس مطالبہ میں وہ تمام بنیادی نکات شامل کیے جائیں جو انقلابِ اسلامی کا تقاضا ہیں۔

بین الاقوامی طاقتیں اور برسرِ اقتدار گروہ کبھی آپ کو موقع نہ دے گا کہ آپ آگے آسکیں۔ وہ مارشل لا لائیں گے اور پھر پی پی کو اقتدار دلائیں گے۔ وہ کارگر نہ ہو تو جتوئی نواز شریف گروپ تیار ہے۔ وہ آگے آجائے گا۔ وہ ناکام ہو تو اصغر خان نورانی قادری گروپ کو موقع دیا جائے گا۔ جماعتِ اسلامی کو ہرگز ابھرنے اور آگے آنے کا موقع نہ دیا جائے گا۔ اس کے لیے جب بھی اپنا راستہ بنانا ہے جماعتِ اسلامی کو خود بنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے "مطالبہ نفاذِ دستورِ اسلامی" ایسا ہدف ہے جو جماعتِ اسلامی اور نفاذِ اسلام کے معاملہ کو ملک کا مسئلہ نمبر ا بنا سکتا ہے۔

— یہ ایسا مطالبہ ہو گا جو نظریۂ پاکستان کا تقاضا ہے۔

— اس مطالبے سے وہ نظریاتی فضا اور فکری پیاس اور مسائل کے حل سمجھنے کی ضرورت پیدا ہو گی جس کو ہماری تحریک اُس کے فکری، تحریری اور عملی محاذ پورا کر سکیں گے۔

— عوام سے وسیع پیمانہ پر رابطہ ہو سکے گا اور وہ تمام فکری و اخلاقی کمزوریوں کو دُور کرنے کا موقع ملے گا جو انقلاب قیادت کا تقاضا ہے۔ جن کا خرابیوں کے ضمن میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

اس ہدف کے لیے بنیادی طور پر جماعتِ اسلامی کام کرے گی۔ مگر اس کام کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کے لیے برادر تنظیموں سے اس طرح کام لیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے اپنے نکاتِ مطالبہ کی اپنے اپنے حلقہ میں تشریح کر کے معاشرہ کے مختلف عناصر کو مطالبہ کے حق میں اپنا ہمنوا بنائیں۔

برادر تنظیموں کی مدد سے ہم اپنی تفصیلی تجاویز منشورِ اسلامی معاشرہ کے ہر طبقہ تک

پہنچا سکیں گے اور اس کام کی تقسیم کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

نظامِ تعلیم اور اس کے مسائل ــــ تنظیم اساتذہ اور اسلامی جمعیت طلبہ

ذرائع ابلاغ کی اصلاح ــــ حلقۂ علم و ادب

معاشی مسائل ــــ کسان بورڈ اور نیشنل لیبر فیڈریشن

ملّی اتحاد اور فحاشی ــــ جمعیۃ اتحاد العلماء اور جمعیۃ طلباء عربیہ۔

ملکی اور انتخابی قوانین کی اصلاح ــــ جمعیۃ اسلامی وکلاء اور شعبۂ انتخابات

خواتین کے مسائل ــــ شعبۂ خواتین

تجارت، صنعت اور ٹیکسوں کے مسائل ــــ اسلامی انجمن تاجران و صنعت کاراں

اس طرح جماعت کی پوری نظریاتی قوت مطالبات کی تشریح کے ذریعے اسلامی نظام کی تفصیلات تیار کرنے میں مصروف ہو جائے گی، تمام تقریری قوت ملک گیر جلسوں میں اور کارکن مساجد میں قرارداد منظور کرانے اور محضر ناموں پر دستخط لینے میں مصروف ہو سکیں گے اور برادر تنظیموں کے کارکن اپنے اپنے محاذ پر پوری طرح مصروف ہوں گے۔ جماعت سے لے کر اور ہر برادر تنظیم اور ہر کارکن کے پاس کام ہو گا اور وہ اسے کرے گا۔

اس مہم سے برسر اقتدار گروہ کی نااہلیت عوام کے سامنے آئے گی اور جماعت اسلامی کی بات سمجھی جائے گی۔ تمام دینی و سیاسی جماعتوں پر دباؤ پڑے گا۔ ان کی مخالفت ناکارہ ہوتی جائے گی۔ جماعت کا حلقۂ اثر وسیع ہوتا جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ ایسی فضا پیدا ہو جائے جو انتخابات میں نمایاں کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔

اس لائحہ عمل کے لیے جس فکر، قوت اور ذرائع کی ضرورت ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ موجود قوت کے بہترین استعمال کا بہترین طریقہ ہی فتح کا ذریعہ ہوتا ہے اور یہ طریقہ بھی ہمارے بس میں ہے، بلکہ دستور اسلامی کی تدوین کے بعد ہمارا لازمی اگلا قدم مطالبہ نفاذ دستور اسلامی ہی ہونا چاہیے۔

خدا کرے کہ میری بات سمجھ میں آسکے۔ آمین۔

یہ وہ خاکہ ہے جس پر آئندہ سوچنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔